❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

توکل علی اللہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (التغابن:14)

کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرنا چاہیے۔

محمود اگر منزل ہے کٹھن تو راہ نما بھی کامل ہے
تم اس پہ توکل کر کے چلو، آفات کا خیال ہی جانے دو

معزز سامعین! مجھے آج آپ حاضرین سے توکّل علی اللہ پر گفتگو کرنی ہے۔

توکُّل کے لغوی معنی بھروسہ کرنا یا اپنے کام کو کسی کے حوالے کرنا کے ہیں۔ کسی کام کے کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو طریق اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اس کے مطابق پوری کوشش کرنا اور پھر نتائج کے لئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے دعاؤں میں لگ جانا توکّل علیٰ اللہ کہلاتا ہے۔ توکل میں دعا کے ساتھ تدبیر بھی ضروری ہے۔ توکل ظاہری اسباب چھوڑنے کا نام نہیں۔

توکل علی اللہ ایک نہایت اعلیٰ وصف ہے۔ ہر حال میں اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنا اور اسی پر توکل رکھنا انسان کو خدا کا محبوب بنا دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (اٰل عمران:160)

کہ جب تو کسی بات کا پختہ ارادہ کرلے تو اللہ پر توکل کر۔ اللہ توکل کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

سامعین! حصولِ تقویٰ کا ایک بنیادی ذریعہ توکل علی اللہ ہے۔ جو مومن اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق:4) جو کوئی اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ اللہ اس کے لئے کافی ہے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر میدان کے شہسوار تھے۔ عبادات کا میدان ہو، اخلاق کا میدان ہو، جنگ کا میدان ہو یا فتح کا موقع، آپؐ نے تمام میدان نہایت بہادری اور توکل علی اللہ سے سر کئے۔

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

توکل علی اللہ کا خُلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ اعلیٰ شان ہے جس کے بارہ میں آپؐ کو مخاطب ہو کر کہا گیا کہ ”تو میرا بندہ اور رسول ہے مَیں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔“

(بخاری کتاب البیوع باب کراھیۃ الشغب فی السوق)

حق یہ ہے کہ اس نصیحت پر سب سے زیادہ جس وجود نے عمل کیا وہ خود آپؐ کا وجود مبارک تھا۔

راہ ہدیٰ پہ ہم کو چلایا ہے آپؐ نے
در صدق و راستی کا دکھایا ہے آپؐ نے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم اللہ پر حقیقی توکل کرتے تو تمہیں اسی طرح رزق دیا جاتا جس طرح پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام پیٹ بھرے (اپنے گھونسلوں میں) آجاتے ہیں۔

(جامع الترمذی کتاب الزھد باب فی التوکل علی اللّٰہ)

یہی توکل ہے جس کا عرفان ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت سے ملتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی ذات پر کامل توکل تھا اور آپؐ ہر لمحہ اسی توکل کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کا آغاز اس دعا سے ہوتا تھا کہ میں نے تجھ پر توکل کیا۔

(صحیح البخاری کتاب التہجد باب التہجد باللیل)

گھر سے نکلتے تو یہ دعا کرتے۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

(سنن ابی داؤد ابواب النوم باب مایقول اذا خرج من بیتہ)

رات کو سونے سے پہلے کامل توکل کی یہ دعا کرتے۔ اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ

(صحیح البخاری کتاب الدعوات)

کہ اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ مَیں مرتا ہوں اور تیرے نام سے ہی زندہ ہوتا ہوں۔

ہمیں تو قُوّتِ بازو سے کام لینا ہے
پھر اس کے بعد کرشمے دعا کے دیکھیں گے

سامعین! توکل میں دعا کے ساتھ تدبیر بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی ہجرت مدینہ کے وقت بعض تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور اِس طرح تدبیر کرتے ہوئے اللہ پر توکل کر کے کامیاب ہجرت فرمائی اور دشمن آپؐ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔ ہجرتِ مدینہ میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے قدموں کی چاپ سن لینے اور پاؤں دیکھ لینے کے باوجود اپنے ساتھی سے فرمایا۔
لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کہ غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے ان سے بیان کیا کہ جب ہم غار ثور میں پناہ گزیں تھے تو مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اگر مشرکین میں کوئی جھک کر نظر ڈالے تو ہمیں دیکھ سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے ابو بکرؓ! تمہارا ان دو اشخاص کے بارہ میں کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

(بخاری کتاب فضائل الصحابہ باب مناقب الانصار)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:
”یہ جرأت و بہادری کا سوال نہیں بلکہ توکل کا سوال ہے، خدا پر بھروسہ کا سوال ہے۔ اگر جرأت ہی ہوتی تو آپؐ یہ جواب دیتے کہ خیر پکڑ لیں گے تو کیا ہوا ہم موت سے نہیں ڈرتے۔ مگر آپؐ کوئی معمولی جرنیل یا میدان جنگ کے بہادر سپاہی نہ تھے آپؐ خدا کے رسول تھے۔ اس لئے آپؐ نے نہ صرف خوف کا اظہار کیا بلکہ حضرت ابو بکرؓ کو بتایا کہ دیکھنے کا تو سوال ہی نہیں ہے۔ خدا ہمارے ساتھ ہے، ان کو طاقت ہی کہاں مل سکتی ہے کہ یہ آنکھ نیچی کر کے ہمیں دیکھیں۔“
(سیرۃ النبیؐ از انوار العلوم جلد 1 صفحہ 495-496)

مکہ سے مدینہ ہجرت کا واقعہ غیر معمولی عظمت اور اہمیت کا واقعہ ہے، جن حالات اور جس انداز میں آپؐ نے ہجرت فرمائی اس میں قدم قدم پر توکل علی اللہ کے ایمان افروز مناظر نظر آتے ہیں۔ تصور کی آنکھ سے دیکھیے وہ کیا نظارہ تھا جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم توکل علی اللہ کی وجہ سے اطمینان اور یقین کی دولت سے مالا مال ہو کر تن تنہا گھر سے اس حالت میں نکلے کہ کفارِ مکہ نے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ ایسے توکل علی اللہ اور نصرت الٰہی کی مثال دنیا میں کہاں نظر آتی ہے۔؟

توکل کا یہ منظر بھی ملاحظہ فرمایئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ جا رہے ہیں اور سراقہ سو سرخ اونٹوں کے لالچ میں لحہ بہ لحہ آپ کے قریب پہنچ رہا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ گھبراہٹ کا اظہار کرتے ہیں تو اسی وقت آپؐ کی دعا سے سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس جاتا ہے اور وہ آپؐ کی خدمت میں امان کا طالب ہوتا ہے۔

(السیرۃالحلبیہ جلد2 صفحہ 43)

اور ساتھ ہی کس شانِ توکل سے آپؐ نے سراقہ کے حق میں یہ عظیم الشان پیشگوئی کی کہ سراقہ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب کسریٰ کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں ہونگے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ بار بار دیکھتے جاتے ہیں کہ اب دشمن کس قدر نزدیک پہنچ گیا ہے۔ کیا اس بھروسہ اور توکل کی کوئی اور نظیر بھی مل سکتی ہے۔ کیا کوئی انسان ہے جس نے اس خطرناک وقت میں ایسی بے توجہی اور لاپرواہی کا اظہار کیا ہو۔ اگر آپ کو دنیاوی اسباب کے استعمال کا خیال بھی ہوتا تو کم سے کم اتنا ضرور ہونا چاہئے تھا کہ آپ اس وقت یا تو سراقہ پر حملہ کرنے کی کوشش کرتے یا وہاں سے تیز نکل جانے کی کوشش کرتے لیکن آپؐ نے ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہیں اختیار کی۔ نہ تو آپؐ تیز قدم ہوئے اور نہ ہی آپؐ نے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح سراقہ کو ماردیں بلکہ نہایت اطمینان کے ساتھ بغیر اظہارِ خوف وہراس اپنی پہلی رفتار پر قرآن شریف پڑھتے ہوئے چلے گئے۔ وہ کونسی چیز تھی جس نے اس وقت آپؐ کے دل کو ایسا مضبوط کر دیا۔ کونسی طاقت تھی جس نے آپؐ کے حوصلہ کو ایسا بلند کر دیا۔ کونسی روح تھی جس نے آپؐ کے اندر اس قسم کی غیر معمولی زندگی پیدا کر دی؟ یہ خدا پر توکل کے کرشمے تھے اس پر بھروسہ کے نتائج تھے۔ آپ جانتے تھے کہ ظاہری اسباب میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ دنیا کی طاقتیں مجھے ہلاک نہیں کر سکتیں کیونکہ آسمان پر ایک خدا ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے جو ان سب اسباب کا پیدا کرنے والا ہے پس خالق اسباب کے خلاف اسباب کچھ نہیں کرسکتے یہ توکل آپؐ کا ضائع نہیں گیا بلکہ خدا نے اسے پورا کیا اور سراقہ جو دو سو اونٹ کے لالچ میں آیا تھا آپؐ سے معافی مانگ کر واپس چلا گیا اور خدا نے اس کے دل پر ایسا رعب ڈالا کہ اس نے اپنی سلامتی اس میں سمجھی کہ خاموشی سے واپس چلا جائے بلکہ اس نے اور تعاقب کرنے والوں کو بھی واپس لوٹا دیا۔

(سیرۃ النبیؐ از انوار العلوم جلد1 صفحہ 491-493)

حاضرین! سفر طائف میں بھی دنیا نے آپؐ سے ایک عجیب شانِ توکل کا نظارہ دیکھا۔ خدا کا نبی تن تنہا کس مردانگی اور شجاعت سے ایک اجنبی دیس میں جا کر سردارانِ طائف کو مخاطب کرتا اور بے دھڑک خدا کا پیغام پہنچاتا ہے۔ نہ اپنی جان کا خوف ہے نہ کسی اور خطرے کی پرواہ۔ بس ایک ہی لَو لگی ہے کہ کس طرح حق تبلیغ ادا ہو جائے۔ بھروسہ ہے تو ایک اللہ کی ذات پر۔ سفر طائف سے واپسی پر بھی رسول اللہؐ کے توکل کا عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔

آپؐ کا خاندان اور اصحاب کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصوری کا تین سالہ دور، ہجرت مدینہ کا سفر، سفر طائف، غزوہ بدر میں سخت کمزوری کا عالم کہ 313 نہتوں کا ایک لشکر جرار سے مقابلہ، غرض کہ زندگی میں ہر موقع پر آپؐ کے توکل علی اللہ کی عجیب شان ظاہر ہوئی اور پھر خدا تعالیٰ کی ذات نے بھی ہر موقع پر غیب سے آپؐ کی نصرت فرمائی۔ آپؐ نے زندگی میں ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی بھروسہ کیا اور اپنی امت کو بھی اسی بات کی نصیحت کی کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کریں۔

میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں تو میرا خدا میرا خدا ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی خدا پر توکل کی ایک خوبصورت مثال ہے۔ تقویٰ کی سب راہیں آپؐ نے طے کیں اور توکل علی اللہ کے تمام دروازوں میں سے گزرے۔ صبح سے شام تک نہ صرف خود خدا کے فرائض ادا کرنے میں لگے رہتے بلکہ ہزاروں کی نگرانی بھی فرماتے کہ وہ بھی اپنے فرائض ادا کرتے ہیں یا نہیں مگر اپنی تمام تر کوششوں اور عبادتوں کے باوجود آپؐ کا بھروسہ صرف اللہ کی ذات پر تھا۔ رات کو اپنے مولیٰ کے حضور عاجزی سے کھڑے ہو جاتے اور مناجات کرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارہ کرنا اور اپنے کام میں سست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دیئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 447-448)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا پر توکل کی ایک حیرت انگیز مثال جنگِ بدر کی ہے جب آپؐ ایک مختصر سے قافلہ کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے تو ایک مشرک حاضرِ خدمت ہوا جس کی جرأت و بہادری کے بڑے چرچے تھے۔ اُس نے آپ کے ساتھ جنگ میں شامل ہونے کی اجازت چاہی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَیں اس موقع پر ایک مشرک سے مدد نہیں لینا چاہتا۔

(صحیح مسلم کتاب الجهاد باب کراهة الاستعانة فی الغزو)

اس موقع پر مسلمان لشکر کو ایک ایک فرد کی ضرورت تھی۔ مگر اس جنگِ مقدس میں جو توحید کے نام پر اور توحید کے قیام کی خاطر لڑی جا رہی تھی کسی مشرک کی شمولیت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت کو گوارہ نہ تھی۔ جنگ کے وقت آپ نے خدائے واحد کے آگے دعا اور مدد کے لئے ایسا سر جھکایا کہ جب تک فتح کی خوشخبری نہ مل گئی اس دَر سے نہیں اٹھے۔

آپؐ کی دعا ہمیشہ یہ ہوتی تھی کہ اے خدا! مَیں نے ہر آن تجھ پر توکل کیا اور ہمیشہ اللہ کی ذات ہی آپؐ کا پہلا اور آخری سہارا رہی۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توکل کے معنی اپنی اُمّت کو یوں سمجھائے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مَیں اونٹ کو کھلا چھوڑ آیا ہوں اور اللہ پر توکل کیا ہے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھو اور پھر توکل کرو۔ یعنی تدابیر کا اختیار کرنا توکل کے لئے ضروری ہے۔

(جامع الترمذی کتاب صفة القیامه)

سامعین! آخری زمانہ میں دجّالی فتنوں سے بچنے کے لئے بھی رسول کریمؐ نے خدا پر توکل کی تعلیم دی اور فرمایا کہ جو شخص دجّال سے متاثر ہو کر اسے اپنا ربّ تسلیم کر بیٹھے گا وہ فتنہ میں مبتلا ہو گا اور جو اس کی ربوبیت کا انکار کر دے گا اور کہے گا کہ میرا رب اللہ ہے اسی پر میرا توکل ہے تو اسے دجّالی فتنہ کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 20)

مومن ہمیشہ اللہ پر توکل کرتے ہیں اسی مقامِ توکل کے باعث کبھی تو وہ طوفانوں میں کشتیاں ڈالنے کو تو کبھی آگ میں کودنے کو تیار ہو جاتے ہیں تو کبھی بے آب و گیاہ وادی میں اہل و عیال کو چھوڑ آتے ہیں۔ توکل علی اللہ کا مضمون بندے اور خالق کو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونے دیتا۔ زندگی کی تپتی زمین پر جب تلوے ہی کیا روح تک سلگنے لگے ایسے میں آسمان سے چھلکا پانی کا ایک قطرہ جسم و جاں میں امید اور شادابی بھر دیتا ہے، آنکھیں آسمان کی طرف دیکھنے لگتی ہیں، آسمان کو تکنے کے اس عمل کو ہی توکل کہتے ہیں۔

حضرت ہاجرہ کی صفا و مروہ پر سعی اور اللہ پر یقین کہ وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ نے پتھروں سے مزین گھر کو مقام عالی بنا دیا، سنگلاخ زمین سے لازوال چشمہ جاری کر دیا۔

اُٹھ	باندھ	کمر	کیا	ڈرتا	ہے
پھر	دیکھ	خدا	کیا	کرتا	ہے

اپنے معاملے کو خالق کے سپرد کر دو اصل طاقت اور قوت کی مالک ذات صرف اللہ کی ہے۔ وقت کی آنکھ نے دیکھا کہ دودھ پیتے موسیٰ غرق نہیں ہوئے حالانکہ وہ اپنی کمزوری کی انتہا پر تھے اور فرعون غرق ہو گیا حالانکہ وہ اپنی طاقت کی انتہا پر تھا۔ توکل کی فصل وفاؤں کے پانی سے سیراب ہوتی ہے دعاؤں اور اخلاص سے نشوونما پاتی اور مضبوط ہوتی ہے۔ توکل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا، آزمائشیں توکل کا حصہ ہوتی ہیں اگر توکل سے یہ مراد ہو کہ اِدھر خدا پر توکل کیا اُدھر فوراً وہ چیز

میسر آگئی، پھر تو ہر دنیادار بھی توکل کی طرف دوڑے گا، توکل میں کچھ اخفاء بھی ہوتا ہے کچھ آزمائشیں بھی ہوتی ہیں لیکن انجام کار توکل کرنے والے دوسروں کی نسبت کبھی پیچھے نہیں رہا کرتے ہر بات میں آگے بڑھ جاتے ہیں۔

انسان کی زندگی میں اونچ نیچ آتے رہتے ہیں۔توکل علی اللہ انسان کی زندگی اور حالات میں ایک مثبت اثر ڈالتا ہے۔توکل علی اللہ انسان کو منزل کی طرف بڑھنے میں مدد کرتا ہے، توکل علی اللہ سے تمام راستے ہموار ہوتے چلے جاتے ہیں۔

یہ دنیا اسباب کی دنیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کی خاطر بے شمار اسباب پیدا کر رکھے ہیں۔توکل ظاہری اسباب چھوڑنے کا نام نہیں بلکہ ان تمام اسباب کو اختیار کرنے اور بہترین حکمتِ عملی اپنا کر رب پر بھروسہ کا نام ہے۔اسباب کو اختیار کرنا تو امر لازم ہے مگر ان تمام اسباب اور بہترین حکمتِ عملی کے باوجود کامیاب کرنے والی ذات صرف رب کی ہے۔یعنی اصل بھروسہ ان اسباب پر نہیں بلکہ ان تمام اسباب کو پیدا کرنے والی ہستی یعنی اللہ تعالیٰ پر کرنا ہے۔اس کا نام توکل ہے۔انسان اس مادی دنیا میں رہتے ہوئے اپنے مُسبّبُ الاسباب خدا کو پہچان لے یہ شناخت ہے جو حقیقی معنوں میں توکل پیدا کرتی ہے۔

اِس دَورِ آخرین میں جب دنیادار اپنے پیدا کرنے والے رب پر توکل کرنے کی بجائے اپنے وسائل پر بھروسہ کرتے ہوئے اللہ سے دور جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا کی رہنمائی کے لئے مقرر فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ توکل علی اللہ سے معمور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں) کہہ کر آپ کو توکل علی اللہ کا سبق دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”انسان کو چاہیے کہ تقویٰ کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھے تو پھر اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوسکتی۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے یہ معنی نہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے۔ بلکہ یہ معنی ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دے۔ اس کا نام توکل ہے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 566)

توکّل کا مضمون زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے۔توکّل کرنے والے اور نہ توکّل کرنے والوں میں بہت نمایاں فرق ہوتا ہے۔ جو سچا توکّل کر کے چلتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو نقصانات سے بچاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”معاشرے میں آج کل بہت سارے جھگڑوں کی وجہ طبیعتوں میں بے چینی اور مایوسی کی وجہ سے ہوتی ہے جو حالات کی وجہ سے پیدا ہوتی رہتی ہے اور یہ مایوسی اور بے چینی اس لئے بھی زیادہ ہوگئی ہے کہ دنیاداری اور مادیت پرستی اور دنیاوی چیزوں کے پیچھے دوڑنے کی طرف زیادہ توجہ پیدا ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کم ہوگیا ہے اور دنیاوی ذرائع پر انحصار زیادہ ہوتا جارہا ہے۔ اس لئے اگر اپنی زندگیوں کو خوشگوار بنانا ہے تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ دعاؤں پر زور دیں اور اسی سے آپ کی دنیا اور عاقبت دونوں سنوریں گی۔ اور یہی توکل جو ہے آپ کا آپ کی زندگی میں بھی اور آپ کی نسلوں میں بھی آپ کے کام آئے گا۔“

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 252)

پس ہمیں چاہئے کہ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توکل کے مضمون کو سمجھنے اور اس پر صحیح طور پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرم حافظ عبد الحمید صاحب کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

✿✿✿✿